OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0134, PP: 311-327

سلطان باہوؒ کی پنجابی شاعری پر حدیث نبوی کا اثر

Impact of Prophetic Saying upon the Punjabi Poetry of Hazrat Sulṭān Bāhū (R.A)

Published: 31-12-2021
Accepted: 25-10-2021
Received: 25-09-2021

Sajjad Hussain
Lecturer Islamic Studies, Baria University Islamabad
Email: phdicp@gmail.com

Dr. Hussain Frooq
Associate Professor, Dept of Islamic Theology Islamia College Peshawer
Email: drhfaroof@yahoo.com

Abstract

The article intends to discernrelatively the message propagated by the Poetry of Hazrat Sulṭān Bāhū (R.A) and its relation to the guidance provided in the Holy Saying of Prophet Muḥammad (P.B.U.H), in order to know that is there any conceptual link betweenmystical approachesand Prophetic instructions.In this comparative analysis we observed relevant verses from the Punjabi poetry of Hazrat Sulṭān Bāhū (R.A) considering numerous themes like personality development, social betterment, self-purification and human spiritual affairs. As a result, we came to know that Ṣūfī approach in Islam is in accordance with what has been conveyed to the humanity by the Prophet of God. In local context these poetic verses and refrains have great influence guiding humankind toward the reality preventing them from unethical, unIslamic and bad actions and involvement. It may be called as 'spiritual da'wah endeavour'having imprints upon the different walk of life individually and collectively rehashing relationship of man with the Lord. This contribution highlights the distinction between illiterate so-called Ṣūfī to that of the Islamic Ṣūfī saint whose role in propagating real picture of Islam cannot be overlooked.

Keyword: *Prophetic Saying, Punjabi Poetry, Sulṭān Bāhū, Impact, commonalty*

تعارف:

حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ(1039ہجری- 1102ہجری) سلطان العارفین کے لقب سے مشہو ہوئے۔ بر صغیر پاک و ہند کے مغلیہ دور کے اُن نامور صوفی شعراء میں سے ہیں جنہوں نے نثر کے ساتھ ساتھ شاعری کو بھی ذریعہ تبلیغ بنایا اور

CC BY

انتہائی خوبصورت اور آسان انداز میں پنجاب کے کئی علاقوں میں دین اسلام کا پیغام پہنچایا۔ آپ کی پنجابی شاعری خصوصاً تعمیر شخصیت میں فرد کی معاونت کرتی ہے اور ایک خوبصورت و مثالی معاشرے کی بنیاد رکھنے کے لئے اہل زبان کو رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آپ کا تعلق کیونکہ علم و دانش سے تھا اور علم کے بغیر طریقت و تصوف کو کفر والحاد سے تعبیر کرتے تھے۔ اسی لئے آپ نے شاعری کی زبان میں بھی علمی پہلو کو مد نظر رکھا۔ سلطان باہو کی شاعری کا مطالعہ کرنے والا شخص اگر قران و سنت کی تعلیمات میں مہارت رکھتا ہو تو بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضرت سلطان باہو ایک یگانہ روزگار عالم ربانی اور مبلغِ دین تھے۔

ہمارے زمانے میں علم و عرفان سے عاری تصوف کے دعویدار اَن گنت صوفی موجود ہیں جنہوں نے مذہب کی مضبوط بنیادوں کو گزند پہنچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ بلکہ جو خانقاہیں علم و شریعت اور وعظ و تبلیغ کا مرکز ہوا کرتی تھیں آج وہ بھی ایسے علم دشمنوں کے زیر تسلط ہیں جن کا علم و تعلیم سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس مقالہ میں حضرت سلطان باہوؒ کے پنجابی کلام کے منتخب اشعار کا مطالعہ کیا گیا ہے جن پر حدیث نبوی کا واضح اثر نظر آتا ہے ان اشعار کا آسان اردو ترجمہ سمجھنے کے بعد اس سے متعلق احادیث نبویہ پیش کی گئی ہیں اور وجہ جامع کو اُجاگر کیا گیا ہے جس سے اہل علم قارئین کو حضرت سلطان باہو کے کلام کو ایک نئی جہت اور مختلف انداز کے ساتھ پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ملے گا۔ جس سے ایک طرف تو سلطان باہوؒ کا علمی مقام و مرتبہ واضح ہو گا تو دوسری جانب جاہل متصوفین کی تلبیس کا پردہ بھی چاک ہو گا جو سادہ لوح عوام کو لُوٹنے کے لئے علم و دانش کے راستوں کو مریدین پر مسدود رکھتے ہیں۔

حضرت سلطان باہوؒ کی شاعری معاشرتی زندگی کے متعدد پہلوؤں میں اخلاقی رہنمائی فراہم کرتی ہے ایمانیات و اخلاقیات اور معاملات سے لے کر مغیبات و محاسبہ آخرت تک ہر امر کو اجاگر کرتی ہے۔ جن مراحل سے گذر کر انسان تزکیہ کی منازل طے کرتے ہوئے نجات تک پہنچتا ہے سلطان باہوؒ کے کلام کے مندرجات کی روشنی میں انہیں حسب ذیل تصویر میں عکس بند کیا گیا ہے۔

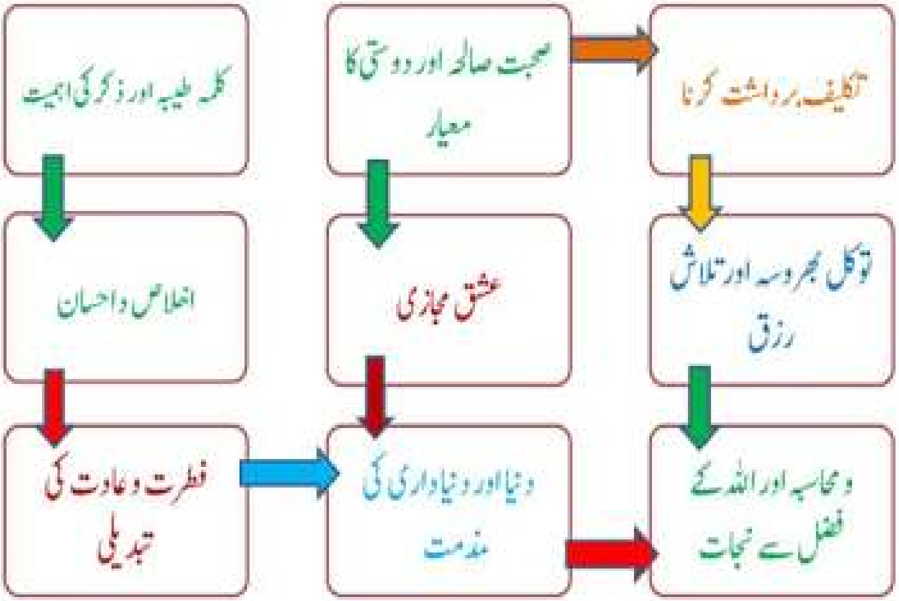

کلمہ طیبہ اعمال کی بنیاد ہے بغیر اقرار ایمان کے کوئی عمل بھی قبولیت نہیں پاتا ، کلمہ طیبہ ہی توحید کا اقرار اور نبوت و رسالت کی گواہی ہے یہی کلمہ ہی اُخروی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے حضرت سلطان باہو کلمہ طیبہ کی فضیلت کو متعدد اشعار میں بیان کرتے ہیں چنانچہ لکھتے:

ہور دوانہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ہو کلمہ دور زنگار کریندا کلمے میل اتاری ہو

کلمہ ہیرے لعل جواہر کلمہ ہٹ پساری ہو اِتھ اُتھ دوہیں جہانیں باہو کلمہ دولت ساری ہو [1]

ترجمہ: دل کے لئے کلمہ طیبہ کے سوا کوئی دواکار گر نہیں، کلمہ زنگ اور میل دور کرتا ہے اور کلمہ ہی ہیرے اور لعل وجواہر ہے، کلمہ ہی دوکان کا کُل سامان ہے، اِس دنیااور آخرت دونوں جہاں میں کلمہ ہی ساری دولت ہے۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

کلمے لکھ کروڑاں تارے ولی کیتے سئے راہیں ہُو کلمے نال بجھائے دوزخ اگ بلے ازگائیں ہُو

کلمے نال بہشتے جانا نعمت سجھ صباحیں ہُو کلمے جیہی نہ کوئی نعمت باہو دوئیں سرائیں ہُو، [2]

ترجمہ: کلمہ طیبہ لاکھوں کروڑوں مسافروں کو پار لگا گیا، اوراس نے سینکڑوں کو ولایت کے راستے پر لگادیا، کلمے نے دوزخ کی آگ بجھادی جو کہیں اندر جل رہی تھی، کلمے کے ساتھ ہی جنت میں داخلہ ہوگااور کلمہ ہی صبح وشام کاذکر ہے، باہو !کلمہ جیسی نعمت دونوں جہاں میں نہیں۔

حدیث نبوی کے ساتھ ربط:

ان اشعار میں سب سے پہلے کلمہ کی اہمیت بیان ہوئی پھر کلمہ طیبہ کے دلوں کے لئے سیقل ہونے کا تذکرہ کیا، کلمہ کے دوزخ کی آگ کو بجھا دینے کا سبب قرار دیا، کلمہ طیبہ جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔ اور کلمہ ہی راہ سلوک میں کامیابی کی ضمانت ہے، ان چاروں مضامین کو احادیث نبویہ میں واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جن ذیل میں بالترتیب ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

فإن الله حرَّم على النار مَنْ قال: لا إله إلا الله، يَبْتَغِي بذلك وجهَ الله [3]

بے شک اللہ نے دوزخ کی آگ کو اس شخص پر حرام قرار دیا ہے جس نے کلمہ لاالہٰ الا اللہ کا اقرار کر لیا ہو اور اس سے اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لكل شيء سقالة وإن سقالة القلوب ذكر الله عز وجل ، وما من شيء أنجى من عذاب الله من ذكر الله عز وجل ، قالوا ولا الجهاد في سبيل الله ؟ قال ولو يضرب بسيفه حتى ينقطع " [4]

ہر چیز کے لئے سیقل ہوتا ہے اور دلوں کے لئے اللہ کا ذکر سیقل ہے، اور اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کے عذاب سے نجات نہیں دلوا سکتی، صحابہ نے عرض کی: کیا اللہ کی راہ میں جہاد بھی؟ توفرمایا ہاں، چاہے وہ اپنی تلوار سے اتنا جہاد کرے کہ وہ ٹوٹ جائے۔

عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کی یا رسول اللہ، اسلام کے احکام تو بہت زیادہ ہیں تو کوئی ایسی بات جس کو ہم پکا اختیار کر لیں ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا :

"لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله عز وجل " [5]

تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالی کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

اسی طرح امام احمدؒ نے سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے جو انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا، یا رسول اللہ ! اجر کے اعتبار سے کون سا جہاد عظیم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا : جس میں اللہ کا ذکر کثرت سے ہو، تو سائل نے پوچھا کون سے روزہ دار افضل ہیں ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا : اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے۔ پھر ہمارے سامنے نماز، زکاۃ، حج اور صدقہ سب کا ذکر کیا، جس میں رسول اللہ ﷺ نے کثرت ذکر کا فرمایا، تو ابو بکر نے کہا اے ابو حفص ! ذکر کرنے والے تو ساری بھلائیاں لے گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں جی ایسے ہی ہے۔ [6]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے :

"كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يذكر الله على كل أحيانه".

کہ رسول اللہ ﷺ ہر لمحے ذکر فرماتے تھے۔ [7]

معلوم ہوا احادیث نبویہ میں ذکر کی جو اہمیت بیان ہوئی ہے سلطان باہو نے اسے انتہائی دلنشیں انداز میں اشعار میں پرو دیا ہے جو سلطان باہوؒ کے تبحر علمی اور بالخصوص علم حدیث کے مطالعہ کی گہرائی کی غمازی کرتا ہے۔

اخلاص واحسان :

ایمان کے بعد اخلاصِ نیت کو قبولیت عمل میں بنیادی اہمیت حاصل ہے اعمال کی بنیاد نیت پر رکھی گئی ہے چنانچہ نبی مکرم ﷺ کی تعلیمات کا یہ عکس واثر سلطان باہو کے تبلیغی و تعلیمی منہج میں دیکھا جا سکتا ہے، آپ لکھتے ہیں :

تسبی پھری تے دل نہ پھریا کیہ لینا تسبی پھڑ کے ہُو علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا کیہ لینا علم نوں پڑھ کے ہُو

چِلّے کٹے تے کجھ نہ کھٹیا، کیہ لینا چلے وڑ کے ہُو جاگ بِنا دُدّھ جمدے نہ باہُو، لال ہون بھانویں کڑھ کے ہُو [8]

ترجمہ : تسبیح کے دانے پھرتے رہے اور دل نے اثر نہ لیا تو تسبیح ہاتھ میں لینے کا فائدہ؟ علم پڑھتے رہے اور ادب نہ سیکھا تو علم پڑھنے کا کیا فائدہ، چلے کاٹے اور کچھ نہ پایا، ایسے چلوں کا فائدہ ؟ باہو خمیر کے بغیر دودھ نہیں جمتا خواہ وہ اُبل اُبل کر سرخ کیوں نہ ہو جائے۔

تسبیحات وذکر ہو، علم کی موشگافیاں ہوں یا چلے اور مراقبے ہر ایک میں نیت کا خالص ہونا از بس ضروری ہے۔ اسی لئے سلطان باہُو فرماتے ہیں کہ عمل خالص اور نیت صالح کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

اسی مضمون کو ایک اور مقام پر یوں واضح فرمایا :

تسبی داتُوں کسبی ہویوں ماریں دم ولیّاں ہُو من دا منکا اک نہ پھیریں کانج پائیں ویہاں ہُو [9]

ترجمہ : تسبیح پھیرنے کے تم ماہر ہو گئے ہو اور ولی اللہ بھی کہلانے لگے ہو، اگرچہ گلے میں ایک سو دانے کی تسبیح رہی مگر دل کی تسبیح کا تو ایک دانہ بھی حرکت میں نہ آیا۔

ایک اور شعر میں فرماتے ہیں :

جے رب نہاتیاں دھوتیاں ملدا ، ملدا ڈڈاں مچھیاں ہُو جے رب ملدا مون منایاں ملدا بھیڈاں سَسیاں ہُو

جے رب جتیاں سَتیاں ملدا ، ملدا انداں خصیاں ہُو رب اوہناں نوں ملدا باہُو نیتاں جنہاں اچھیاں ہُو [10]

ترجمہ: اگر رب نہانے دھونے سے ملتا تو مینڈکوں اور مچھلیوں کو ملتا اگر بال منڈوانے سے ملتا تو بھیڑوں بکریوں کو ملتا، اگر رب کنوارے رہنے سے ملتا تو خصی شدہ بیلوں کو ملتا، باہُو رب صرف انہیں ملتا ہے جو نیت کے صاف ہوتے ہیں۔

حدیث نبوی کے ساتھ ربط:

نبوی تعلیمات میں نیت کی پاکیزگی اور اخلاص کی جو اہمیت بیان ہوئی ہے اس سے متعلق چند روایات ملاحظہ کیجیے تاکہ اس کا کلام باہُو پر اثر واضح ہو سکے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إن الله لا يقبل من العمل إلا ما كان له خالصاً وابتُغِيَ به وجهه" [11]

بے شک اللہ تعالیٰ صرف خالص عمل کو قبول فرماتا ہے اور اس عمل کو جس سے اس کی رضا مقصود ہو۔

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ:

صحابہ کرام کی ایک جماعت میں سے ایک نے کہا میں شادی نہیں کروں گا، دوسرے نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، اور ایک نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا کسی نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے خطبہ دیا اور حمد ثنا کے بعد فرمایا: " ما بالُ أقوامٍ يقولونَ كذا وكذا، لكنِّي أُصلِّي وأنامُ، وأصومُ وأُفطِرُ، و أتزوَّجُ النِّساءَ، فمَن رغِب عن سُنَّتي فليس منِّي". لوگوں کو کیا ہو گیا جو ایسی ایسی باتیں کر رہے تھے، حالانکہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے شادی بھی کی ہے لہٰذا جو کوئی میری سنت سے منہ موڑے گا وہ مجھ میں سے نہیں۔ [12]

مذکورہ بالا حدیث میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اخلاص نیت کی کس قدر اہمیت ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی چیز بھی اہم نہیں نہ مسلسل روزے نہ متواتر نمازیں نہ کنوارپن بلکہ اصل اہمیت سنت کے مطابق عمل کی ہے، جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو تعلیم دی۔

توکل بھروسہ اور تلاش رزق:

دلیلاں چھوڑ وُجودوں ہو ہشیار فقیرا ہُو بَنّھ توکل پنچھی اُڈدے پلّے خرچ نہ زیرا ہُو

روزی اُڈ کھان ہمیشہ، کردے نہیں ذخیرا ہُو مولا خرچ پُچاوے باہُو جو پتھر وچ کیڑا ہُو [13]

ترجمہ: اے فقیر وسوسوں کو چھوڑ اور ہوشیار ہو جا، پرندوں کو دیکھ توکل کرکے اڑتے ہیں جب کہ اُن کے پلے کچھ بھی نہیں ہوتا، وہ روزانہ اُڑتے ہیں اور روزانہ کی خوراک کھاتے ہیں ذخیرہ نہیں کرتے، باہُو کے اندر کیڑے کو بھی رب کائنات خرچ پہنچا دیتا ہے۔

حدیث نبوی کے ساتھ ربط :

حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُوا خِمَاصاً وَتَرُوْحُ بِطَاناً" [14]

امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ جامع العلوم والحکم میں رقمطراز ہیں:

هَذَا الحَدِيْثُ أَصْلٌ فِي التَّوَكُّلِ ؛ إِذْ هُوَ مِنَ الأُمُوْرِ الَّتِيْ يُسْتَجْلَبُ بِهَا الرِّزْقُ. [15]

کہ یہ حدیث توکل کے معاملہ میں اصل ہے، کیونکہ توکل ان امور میں سے ہے جن سے رزق کا حصول آسان ہوتا ہے۔

توکّل کی حقیقت میں یہ امر ملحوظ رہے کہ اسباب کو اختیار کرنا توکُل کے منافی نہیں، سنت نبوی اور صوفیائے کرام کی تعلیمات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسباب کو ترک کرنا درحقیقت توکل کے منافی ہے۔

جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمر ابن خطابؓ اہل یمن کے ہاں گذر ہوا تو ان کی حالت کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے تو وہ کہنے لگے ہم اہل توکل ہیں تو سیدنا عمر نے فرمایا:

بَلْ أَنْتُمُ الْمُتَّكِلُوْنَ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُتَوَكِّلِيْنَ؟ رَجُلٌ أَلْقَى حَبَّةً فِي الأَرْضِ ثُمَّ تَوَكَّلَ عَلَى رَبِّهِ" [16]

کہ تم لوگ متوکل نہیں بلکہ بہانہ سازی کرنے والے ہو، سنو میں تمہیں متوکلین کے بارے بتاتا ہوں، وہ آدمی جس نے زمین میں بیج بویا اور پھر اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

توکل کے معاملہ میں کسی بھی قسم کی غلط فہمی مشکلات و مسائل کو دعوت دینے کے مترادف ہے کیونکہ اسباب کو ترک کرنا درحقیقت مسبّب حقیقی سے لا تعلّقی کو جنم دیتا ہے جو جلد یا بدیر انسان کو مشکلات کے گرداب میں پھنسا دیتا ہے۔ صوفیہ کی تعلیمات سے قطعاً یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیے کہ وہ ترک اسباب کے قائل ہیں بلکہ ان کی تعلیمات سنت نبوی کی تابع ہیں جہاں توکل کی تعریف اسباب اور مسبّب الاسباب کے ساتھ مضبوط تعلق سے کی جاتی ہے۔

صحبت صالحہ اور دوستی کا معیار

صحبت و دوستی کا انسانی زندگی کے ساتھ گہرا تعلق ہے دوست انسان کی پہچان بن جاتے ہیں، اسلامی نقطہ نظر سے قیامت کے روز انسان برے دوستوں کی دوستی پر حسرت و ندامت سے افسوس کرے گا جبکہ اچھے دوست کی دوستی محشر کی سخت گھڑی میں بھی قائم رہی گی اور اس کے مثبت نتائج انسان کو حاصل ہوں گے۔ حضرت سلطان باہو اس تعلیم کو شعر کے انداز میں لکھتے ہیں:

نال کوسنگی سنگ نہ کریئے کُل نُوں لاج نہ لائیے ہُو ــــ تُمّے تربوز مُول نہ ہوندے توڑ مکے لے جائیے ہُو

کانواں دے بچے ہنس نہ تھیندے موتی چوگ چگائیے ہُو ــــ کُھوہ نہ مٹھے ہوندے باہو سئے مناں کھنڈ پائیے ہُو [17]

ترجمہ: نا جنسوں کے ہمراہ نہیں چلنا چاہیے، تاکہ خاندانی شرافت پر حرف نہ آئے، تمے تربوز نہیں بن سکتے خواہ انہیں مکہ میں لے جایا جائے، کووں کے بچے ہنس نہیں بن سکتے خواہ انہیں موتی چگاتے رہیں، باہو! تلخ پانی والے کنویں کبھی میٹھے نہیں ہو سکتے خواہ ان میں مَنوں چینی ڈال دی جائے۔

حدیث نبوی کے ساتھ ربط :

حدیث نبوی میں دوستی کے معیار کی متعدد تعلیمات مذکور ہیں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

المرء على دين خليله ، فلينظر أحدكم من يخالل.

انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔[18]

دوستی انسان کی نفسیاتی و معاشرتی ضرورت ہے امام شافعی فرماتے ہیں :

"لولا القيام بالأسحار وصحبة الأخيار ما اخترت البقاء في هذه الدار".[19]

اگر سحری کے وقت کا قیام، اور نیک لوگوں کی دوستی نہ ہوتی تو میں اس دنیا میں رہنا پسند نہ کرتا۔ ائمہ محدثین نے اس حدیث کے ضمن میں کئی تشریحات و تفصیلات درج کی ہیں۔ چنانچہ امام حسن بصریؒ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ :

" لا تجالس صاحب بدعة ; فإنه يمرض قلبك " [20]

بدعتی بندے سے دوستی مت رکھو کیونکہ وہ تمہارے دل کو بیمار کر دے گا۔

اسی طرح امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں :

" الأصدقاء ثلاثة: أحدهم كالغذاء لا بد منه، والثاني كالدواء يحتاج إليه في وقت دون وقت، والثالث كالداء لا يحتاج إليه قط". [21]

دوستوں کی تین قسمیں ہیں، پہلی قسم جو غذا کی طرح ہیں جن کے بغیر گذارہ نہیں، دوسرے دوا کی طرح ہیں، جن کی ضرورت ایک مقررہ وقت پر ہوتی ہے، اور تیسرے بیماری کی طرح ہوتے ہیں جن کی کبھی ضرورت نہیں پڑتی۔

حضرت سفیان ثوریؒ سے مروی ہے جو کوئی بدعتی بندے کے پاس بیٹھتا ہے وہ تین باتوں سے نہیں بچ سکتا: یا تو دوسروں کے لئے فتنہ کا باعث بنتا ہے، یا اس کے دل میں کوئی ایسی بات آ جاتی ہے جس سے وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور جہنم چلا جاتا ہے، یا پھر کہہ رہا ہوتا ہے اللہ کی قسم مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں مجھے اپنے اوپر پورا اعتماد ہے، اور جو کوئی ایک لمحہ بھی اپنے دین پر اللہ سے بے نیاز ہو جائے اللہ اس سے ایمان چھین لیتا ہے۔[22]

مصاحبت و مصاہرت صرف اہل طاعت کے ساتھ ہی جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے :

" عنْ أَبي سعيدٍ الخُدْرِيِّ ، عن النبيِّ ﷺ قَالَ: لا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلا يَأْكُلْ طعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ رواه أَبُو داود والترمذي بإِسْنَادٍ لا بأْسَ بِهِ. " [23]

تم صرف مومن سے دوستی رکھو اور تمہارا کھانا صرف متقی آدمی ہی کھائے۔

یہاں عمومی کھانے میں قید نہیں لگائی بلکہ خصوصی دستر خوان کی بات ہے کہ جب آپ گھر میں کسی کو ذاتی دستر خوان پر بلائیں تو وہ متقی ہی ہو فاسق نہ ہو۔ لیکن باہر آپ جس کو جی چاہے کھانا کھلائیں کوئی قید نہیں۔ سلطان باہو نے اشعار میں جس دوستی اور یاری کی بات کی ہے وہ ہمیں سنت میں ظاہر باہر نظر آتی ، صوفیائے کرام نے صحبت صالحہ پر بہت زیادہ زور دیا ہے کیونکہ تزکیہ نفس اور راہ سلوک کی ترقی کا راز اسی میں پنہاں ہے۔

فطرت وعادت کی تبدیلی:

انسان جس فطرت پر پیدا ہوتا ہے، جس پر اس کی پرورش ہوتی ہے اس کو بدلنا انتہائی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکنات میں سے ہے۔ جدید سائنس بھی اس نقطہ کو ثابت کر چکی ہے کہ انسانی نفسیات کے مطابق فطرت انسان نہیں بدلتی بس اس کو کچھ کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں :

تے تربوز مول نہ ہوندے توڑ مکے لے جایئے ہو　　　کانواں دے بچے ہنس نہ تھیندے موتی چوگ چگایئے ہو

کھوہ نہ مٹھے ہوندے باہو سئے منان کھنڈ پایئے ہو [24]

ترجمہ: تمے تربوز نہیں بن سکتے خواہ انہیں مکہ میں لے جایا جائے، کووں کے بچے ہنس نہیں بن سکتے خواہ انہیں موتی چگاتے رہیں، باہُو ! تلخ پانی والے کنویں کبھی میٹھے نہیں ہو سکتے خواہ ان میں مَنوں چینی ڈال دی جائے۔

دوسرے مقام پر حضرت سلطان باہوؒ لکھتے ہیں:

بے ادباں نہ سار ادب دی، نال غیراں دے سانجھے ہُو　　جیہڑے ہانہہ مٹی دے بھانڈے کدی نہ ہوندے کانجھے ہُو

جیہڑے مڈھ قدیم دے کھیڑے، ہوون کدی نہ رانجھے ہُو　　جیں حضور نہ منگیا باہُو، گئے جہانیں وانجھے ہُو [25]

ترجمہ: بے ادب لوگوں کو ادب کا کچھ خیال نہیں، وہ ادب سے محروم رہتے ہیں، مٹی کے برتن کبھی کانچ نہیں بن سکتے، جو اپنی فطرت میں " کھیڑے " ہوں رانجھے کبھی نہیں بن سکتے۔ باہو! جو لوگ حضوری کے طالب نہ ہوئے وہ دونوں جہاں سے خالی ہاتھ گئے۔

حدیث نبوی کے ساتھ ربط:

فطرت انسان سے کے بدلنے اور عدم تغیر کے متعلق فرمودات نبوی ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إذا سمعتم بجبل زال عن مكانه فصدقوه ، وإذا سمعتم برجل تغير عن خلقه فلا تصدقوا به ، فإنه يصير إلى ما جبل عليه .[26]

جب تم سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق کر دو، اور جب سنو کہ فلاں شخص نے اپنی عادت بدل لی ہے تو اس کی تصدیق نہ کرو کیونکہ وہ اسی عادت پر رہتا ہے جس پر اس کی بنیاد پڑی ہو۔

امام ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں:

"وفق ما سبق به القضاء والقدر الذي لا يمكن أن يبدل ويغير ، فالكيس مثلا لا يصير بليدا ، والسخي لا يصير بخيلا ، والشجاع لا يصير جبانا وعكسها" [27]

قضاء و قدر کے مطابق اس کی عادت نہیں بدلی جا سکتی لہٰذا عقلمند بے وقوف نہیں ہو سکتا، اور سخی بخیل نہیں ہو سکتا، اور بہادر بزدل نہیں ہو سکتا اسی طرح اس کے برعکس بھی"۔

ملا علی القاریؒ لکھتے ہیں:

"بل قيل لو أزيلت الصفات الذميمة بالكلية عن الإنسان يكون ناقصا إذ كماله أن تغلب صفاته الحميدة ، وبهذا فضل نوع الإنسان على نوع الملك " [28]

مطلب یہ کہ مکمل طور پر کوئی شخص اپنی عادات نہیں بدل سکتا صوفیہ بھی جو مجاہدات کرواتے ہیں ان کا مقصود بھی محض تہذیب نفس اور تحسین اخلاق ہی ہوتا ہے۔ سلطان باہو کی شاعرانہ تعلیمات اور احادیث نبویہ دونوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فطرت انسان تبدیل تو نہیں ہوتی لیکن اس کی تہذیب و تربیت کی جا سکتی ہے۔

دنیا اور دنیاداری کی مذمت

صوفیائے کرام کی عمومی تعلیمات میں زہد کو ترجیح دی جاتی ہے اور دنیا اور اس کی مکاریوں اور دلفریبیوں سے نفرت و دوری سکھائی جاتی ہے تاکہ انسان تہذیب نفس کی طرف یکسوئی سے توجہ دے سکے اور مالک و محبوب حقیقی اور انسان کے درمیان کوئی حجاب حائل نہ ہو سکے اسی مضمون کو سلطان باہوؒ نے ان اشعار میں قلمبند کیا ہے:

اَدھی لعنت دنیاتائیں ساری دنیاداراں ہو　　راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لَین غضب دیاں ماراں ہو
پیواں کولوں پتر کوہاوے، بھٹ دنیامکاراں ہو　　دنیاترک کیتی جنھ باہو لیسن باغ بہاراں ہو [29]

ترجمہ: آدھی لعنت دنیا پر اور ساری دنیاداروں پر، جس نے اللہ کی راہ میں دولت خرچ نہ کی اس پر غضب کی مار پڑے گی، مکار دنیا پر لعنت جو باپوں سے بیٹے ذبح کرواتی ہے، باہُو! جن لوگوں نے دنیا ترک کی وہی باغ و بہار سے لطف اندوز ہوں گے۔

دوسرے مقام پر دنیا کی مذمت میں لکھتے ہیں:

ایہہ دُنیارن حیض پلیتی ہر گز پاک نہ تھیوے ہُو　　جَیں فقر گھر دُنیا ہووے لعنت تِس دے جیوے ہُو
حُب دنیا دی رب تھِیں موڑے ویلے فکر کچیوے ہُو　　سہ طلاق دنیانوں باہُو جے کر سچ بُجھیوے ہُو [30]

ترجمہ: یہ دنیا ایک حائضہ عورت کی طرح ناپاک ہے جس فقیر کے گھر میں دولت دنیا ہو اس کے جینے پر لعنت، وقت پر کچھ کر لینا چاہیے دنیا کی محبت رب کی طرف سے رخ موڑ دیتی ہے، باہُو! سچ پوچھو تو دنیا کو تین طلاق کہہ کر چھوڑ دینا چاہیے۔

تیسرے مقام پر دنیا کی مذمت میں لکھتے ہیں:

ایہہ دُنیارَن حیض پلیتی کیتی مَل مَل دھوون ہُو　　دُنیاکارن عالم فاضل' گوشے بہہ بہہ روون ہُو
جَیں دے گھر وچ بہتی دنیا اوکھے گھوکر سوون ہُو　　ترک دُنیا جِنھاں کیتی باہُو واہندے نِکل کھلوون ہُو [31]

ترجمہ: یہ یہ دنیا ایک حائضہ عورت کی طرح ناپاک ہے خواہ اسے کتنا ہی دھویا جائے وہ ناپاک ہی رہے گی، لیکن اس دنیا کی خاطر علماء اور فضلاء کونے میں بیٹھ کر روتے ہیں جن کے گھر میں دولت زیادہ ہے وہ سکھ کی نیند نہین سو سکتے، باہُو! جنھوں نے دنیا ترک کی وہ ساحل مراد پر جا پہنچتے ہیں۔

ان اشعار میں میں دنیا اور دنیا کے مال و دولت کو ناپاکی اور ملعون قرار دیا گیا ہے جو تعلیمات نبویہ کی عکاسی بھی کرتے ہیں۔

حدیث نبوی کے ساتھ ربط:

ان تینوں اشعار میں دنیا کی بے ثباتی، بے وقعتی اور بے برکتی کا تذکرہ کیا کیوں کہ اگر دنیا میں کھو کر انسان اپنے رب کو بھول جائے اور انسان آخرت سے منہ موڑ لے تو یقینا اس دنیا میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ایسی حالت میں یہ ناپاک اور ملعون ہی قرار پائے گی۔ چنانچہ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

الدنيا ملعونة ملعون ما فيها إلا ما كان فيها من ذكر الله أو أدى إلى ذكر الله والعالم والمتعلم--- (الحديث)[32]

دنیا ملعونہ ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے، یا جو چیز اللہ کے ذکر کی طرف بلائے، اور عالم اور متعلّم دونوں اجر میں برابر کے شریک ہیں، اور تمام لوگ بے وقعت ہیں اس میں کچھ بھلائی نہیں۔

اسی فرمان نبوی کو سلطان باہو نے اپنے شعر میں مختلف پہلوؤں سے ذکر کیا جس سے کئی فوائد مستنبط ہوتے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی کوئی اہمیت و وقعت نہیں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى كافرا منها شربة ماء [33]

اگر اللہ تعالی کے ہاں دنیا کی مچھر کے پر برابر بھی اہمیت ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔

تکلیف برداشت کرنا

جیوندیاں مر رہنا ہووے ویس فقیراں ہُو　　　جے کوئی سٹے گودڑ کوڑا وانگ اُروڑی سہیے ہُو

گلہ الانبھا بھنڈی خواری یار دے پاروں سہیے ہُو　　　قادر دے ہتھ ڈور اساڈی باہو رکھے تیوں رہیے ہُو [34]

ترجمہ: اگر جیتے جی مر کر رہنا ہو تو پھر فقیروں کے لباس میں ان کے حلقہ میں بیٹھنا چاہیے کوئی کوڑا کرکٹ بھی پھینکے تو پھر ڈھیر کی طرح سہنا چاہیے، کوئی گالیاں طعنے دے تو اسے بھی جی جناب کہنا چاہیے، سب گالیاں، طعنے، ذلت وخواری یار کی محبت میں برداشت کرنی چاہیے، باہُو! ہماری ڈور قادر رب کے ہاتھ میں ہے جیسے وہ چاہے اسی طرح رہنا چاہیے۔

حدیث نبوی کے ساتھ ربط:

ان دونوں شعروں میں فقر کے رستے میں پیش آنے والی مشکلات اور لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی ایذاء پر صبر کا تذکرہ ہوا، تبلیغ دین اور حق کے رستے میں انبیائے کرام اور ان کے متبعین کو ہو دور میں مشکلات وآلام کا سامنا کرنا پڑا۔ جس بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے ایذاء وابتلاء میں صبر کرنے کی تعلیم مرحمت فرمائی اسی منہج کو صوفیائے کرام نے بھی اپنایا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" المسلم الذي يخالط الناس ويصبر على أذاهم أفضل من الذي لا يخالطهم ولا يصبر على أذاهم " [35]

نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ وہ مسلمان جو لوگ میں مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے ایذا رسانی پر صبر کرتا ہے وہ اس شخص سے افضل ہے جو لوگوں میں مل جُل کر نہیں رہتا اور نہ ان کی ایذا پر صبر کرتا ہے۔

اس میں عزلت کی بجائے اختلاط کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اکثر تابعین اختلاط اور اہل ایمان کے حالات و واقعات سے واقف رہنے اور ان سے محبت کو پسند کرتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کو ترجیح دیتے تھے۔ یہ نسبت عزلت نشینی کے۔

وروي عن علي رضي الله عنه أنه قال : عليكم بالإخوان ، فإنهم عدة لكم في الدنيا والآخرة [36]

سیدنا علیؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بھائیوں کا خیال رکھو کیونکہ وہ دنیا وآخرت میں تمہارا سہارا ہیں کیا تم نے جہنمیوں کا یہ قول نہیں سن رکھا: فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ کہ ہمارا کوئی سفارشی نہیں نہ کوئی گہرا دوست۔

درست رستہ تو یہ ہے کہ اعتدال کو اختیار کیا جائے یعنی عوام سے عزلت اور صالحین اور اہل علم لوگوں سے میل ملاقات

رکھی جائے ایک اللہ والے کا قول ہے: العزلة بغير عين العلم زلة وبغير زاي الزهد علة، کہ عزلت علم کی عین کے زلہ یعنی غلطی ہے اور بغیر زھد کی زاء کے علت یعنی بیماری ہے۔ چوتھے مصرعہ میں ایک اہم نقطہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کے ارادے اور سوچ مالک کائنات کی قدرت کاملہ کے ماتحت ہیں جس کو بزبان نبوت یوں بیان فرمایا:" إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِن أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ، كَقَلْبٍ وَاحِدٍ، يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ"[37] لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنے رب کے احکامات کی موافقت اختیار کریں اور دلوں کو پاک کرنے میں کوئی کسر اُٹھانہ رکھیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

عاشق ہوویں عشق کماویں دل رکھ وانگ پہاڑاں ہُو — لکھ بدیاں تے ہزار الاہمے جانیں باغ بہاراں ہو

منصور جیہے چُک سُولی دِتّے واقف کل اسراراں ہُو — سجدیوں سر نہ چایئے باہُو کافر کہن ہزاراں ہُو[38]

ترجمہ: عاشق ہو کر عشق کرتے ہو تو دل کو پہاڑوں کی طرح مضبوط رکھو، لوگ لاکھ برائی کریں ملامت کریں، سب باغ و بہار جانو، یہاں تو حال یہ ہے کہ منصور جیسے دار (سولی) پر چڑھا دیے گئے جو سب بھید جانتے تھے، باہُو! سجدہ سے سر مت اُٹھانا خواہ تمہیں سب لوگ کافر ہی کیوں نہ کہیں۔

عشق مجازی:

انسانی زندگی میں عمل کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ عشق مجازی یعنی عورتوں کی اندھی محبت ہے جو انسان کو محض عشقیہ دعووں کا خوگر بنا کر عمل سے عاری کر دیتی ہے۔ اسی وجہ سے صوفیائے کرام اس جان لیوا عمل سے باخبر کیا اور دور رہنے کی تعلیم دی۔

آپ نہ طالب ہَین کہیں دے لوکاں طالب کردے ہو — چاون کھیپاں کردے سیپاں قہر توں ناہیں ڈردے ہُو

عشق مجازی تِلکن بازی پیر اولّے دھردے ہُو — اوہ شرمندے ہوسن باہُو اندر روز حشر دے ہُو[39]

ترجمہ: ان کو دیکھو خود تو کسی سے مرید نہ ہوئے مگر لوگوں کو مرید بناتے ہیں انہوں نے پیری مریدی کو کاروبار بناڈالا ہے یہ اللہ کے قہر سے بھی نہیں ڈرتے، غود عشق مجازی میں پڑ کر پھس رہے ہیں، پاؤں سیدھے رستے پر نہیں رکھتے، باہُو! یہ لوگ حشر کے دن اللہ کے حضور میں ضرور شرمندہ ہوں گے۔

حدیث نبوی کے ساتھ ربط:

عشق مجازی یعنی عورت کا عشق ایک ایسی تلکن بازی ہے جسے نبی کریم ﷺ نے سخت ترین فتنہ قرار دیا چنانچہ بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:" مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ"[40]

میں نے اپنے بعد مَردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

امام مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں:" مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاء"[41]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا، جو عورتوں کے فتنے سے زیادہ مردوں کو نقصان پہنچانے والا ہو۔'' علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیثِ مبارکہ کی شرح بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: "وفتنتهن أَشد الْفِتَن وَأَعْظَمهَا" کہ عورتوں کا فتنہ شدید ترین اور سب سے بڑا فتنہ ہے۔

وَجَاء فِي الحَدِيث النِّسَاء حبائل الشَّيْطَان وَقَالَ ﷺ : أوثق سلَاح إِبْلِيس النِّسَاء." [42]

حدیث پاک میں ہے کہ عورتیں شیطان کے جال ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کا سب سے مضبوط ہتھیار عورتیں ہیں۔

امام مسلم نے ایک اور روایت حضرت ابو سعید سے بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

" وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيل كَانَت فِي النِّسَاء "[43]

عورتوں سے بچو، بے شک ! بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کے باعث ہوا۔

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: " عورتیں پوری کی پوری شر ہیں اور ان کا سب سے بڑا شر یہ ہے کہ ان کے بغیر چارہ بھی نہیں ہے ناقص العقل والدین ہونے کے باوجود مرد کو ایسے کاموں پر ابھار لیتی ہیں جس میں عقل و دین کا نقصان ہوتا ہے جیسے امور دین سے بے رغبتی اور طلب دنیا کے لئے ہلاکتوں پر پیش ہونا اور یہ شدید ترین فساد ہے۔ [44]

یہاں یہ بات ضرور پیش نظر رہے کہ صرف وہی عورتیں فتنہ ہیں جو خود شیطان کی پیروی کرتی ہیں اور مردوں کو بھی اس کی دعوت دیتی ہیں، ورنہ اس صنف میں بھی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے ہر دور میں زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں خدمات سرانجام دیں خصوصاً علوم اسلامیہ اور دعوت و تبلیغ دین میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

سوال و محاسبہ اور اللہ کے فضل سے نجات

ایک جگہ لکھتے ہیں:

نہ میں سیر نہ پاچھٹاکی نہ پوری سرساہی ہُو — نہ میں تولہ نہ میں ماشہ گل رَتیاں تے آئی ہُو

رَتّی ہوواں ونج رتّیاں تلّاں اوہ بھی پوری ناہی ہُو — تول پُورا ونج ہوسی باہو جدّاں ہوسی فضل الہی ہُو، [45]

ترجمہ: نہ میں سِیر نہ پاؤنہ چھٹانک، پوری سرساہی بھی نہیں ہوں، نہ میں تولہ، نہ میں ماشہ، اب تو بات رَتی تک آ پہنچی ہے، رتی ہو کر رتیوں میں تُل جاؤں تب بھی کچھ نہیں بنتا، باہُو! وزن جا کر تب پورا ہو گا جب اللہ کا فضل ہو گا۔

دوسری جگہ اللہ رب العزت کی بے پرواہی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لوک قبر دا کرسن چارہ لحد بناون ڈیراہُو — چٹکی بھر مٹی دی پاسن کرسن ڈھیر اچیراہُو

دے دُرُود گھراں نوں ونجن کُوکن " شیرا شیرا "ہُو — بے پرواہ درگاہ باہُو، نہیں فضلاں باجھ نبیڑاہُو [46]

ترجمہ: لوگ قبر کھودنے کی فکر کریں گے، لحد کو ٹھکانہ بنائیں گے، ہر ایک چٹکی بھر مٹی ڈالے گا جو ڈھیر کو اونچا کر دیں گے، کچھ خیرات و دعا کر کے گھروں کو چلے جائیں گے، اور پکار رہے ہوں گے ہمارا شیر، ہائے رے ہمارا شیر، باہُو! آگے وہ بے پرواہ آقا کی درگاہ ہے اس کے فضل کے بغیر چھٹکارا نہ ہو گا۔

حدیث نبوی کے ساتھ ربط:

مذکورہ بالا اشعار میں حضرت سلطان باہو نے انسان کے مرنے کے بعد کے حالات ، قبر کے معاملات اور بارگاہ ایزدی میں نجات کے امور کا تذکرہ بہت خوبصورت انداز میں تذکرہ کیا ہے۔ اور حدیث نبوی میں جن امور کو تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے اُن کو شعری انداز میں سمو دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"

"لن ينجي أحدا منكم عمله ، قالوا : ولا أنت يا رسول الله ، قال : ولا أنا ، إلا أن يتغمدني الله منه برحمته".[47]

تم سے کسی کو اس کا عمل ہر گز نجات نہیں دلوائے گا، صحابہ نے عرض کی آپ کو بھی یا رسول اللہ ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے بھی مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔

اس کے تین معانی ہیں جو تینوں ہی مناسب ہیں۔ یعنی اللہ کے فضل اور رحمت سے ہی اعمال کا بھی فائدہ ہو گا۔ اللہ چاہے تو اطاعت گذار کو عذاب دے اور گناہ گار کو ثواب دے، دوسری بات یہ کہ عمل کتنا ہی کیوں نہ ہو تقصیر اور کمی کوتاہی سے خالی نہیں ہوتا جو اس کے رد ہونے کا سبب بن جائے جب تک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں قبول نہ کر لے، اس سے مراد اعمال کی توہین نہیں بلکہ بندوں کو یہ باور کرانا مقصود ہے کہ اعمال کی قبولیت کا دار و مدار اللہ کے فضل و کرم پر ہے تاکہ لوگ اپنے اعمال پر اترانا نہ شروع کر دیں، اور نجات کا انحصار اللہ کے فضل اور رحمت پر ہی ہے۔ امام طیبیؒ فرماتے ہیں:

ويحتمل أنهم فهموا قوله - صلى الله عليه وسلم - : لن ينجي ، وإنما أرادوا التثبيت فيما فهموه "[48]

اس سے مراد یہ ہے کہ صحابہ یہ سمجھے ہوں کہ آپ ﷺ بھی نجات نہیں پائیں گے تو آپ نے ان کے دلوں میں بات کو پختہ کرنے کے لئے کہا کہ ہاں میں بھی نہیں بچ سکوں گا۔

اعمال کے محاسبہ سے متعلق حضرت سلطان باہوؒ لکھتے ہیں:

ہسن دے کے رون لیوئی دتا کس دلاسا ہُو   عمر بندے دی ایوں وہانی پانی جیویں پتاسا ہُو
سوڑی سامی سَٹ گھتیسن پلٹ نہ سکسیں پاسا ہُو   صاحب لیکھا منگسی باہو رتی گھٹ نہ ماسا ہُو[49]

ترجمہ: ہنستا دے کر تم نے رونا لے لیا، کس نے تمہیں یہ مشورہ دیا تھا، بندے کی عمر تو یوں گذر گئی جیسے پانی کے اندر پتاسا گھل جاتا ہے، آخر میں لحد تنگ ہو گی، وہاں پھینک دیں گے جہاں پہلو بھی نہ بدل سکوگے، باہو! وہاں آقا پُورے کا پُورا رتی ماسہ کی حد تک حساب کتاب مانگے گا۔

حدیث نبوی کے ساتھ ربط:

حضرت سلطان باہو اس شعر میں زندگی کے خاتمہ پر انسان کے انجام کار اور میزان و حساب سے متعلق تعلیمات نبویہ کا نچوڑ پیش کر رہے ہیں۔ امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"لا تزولُ قَدَمَا عبدٍ يومَ القيامةِ حتَّى يُسألَ عن أربعٍ عَن عُمُرِه فيما أفناهُ وعن جسدِهِ فيما أبلاهُ وعن عِلمِهِ ماذا عَمِلَ فيهِ وعن مالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وفيما أنفقَهُ ".[50]

بندے کے قدم قیامت کے دن اپنی جگہ سے ہلنے نہیں پائیں گے جب تک کہ اس سے چار باتوں سے متعلق سوال نہیں کر لیا جائے گا۔ اس کی عمر کے بارے میں کہ کہاں فنا کی، اس کے جس کے بارے کہ کس کام ختم کیا، اس کے علم کے بارے میں کہ کس قدر اس پر عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

سلطان باہو نے مذکورہ شعر کے آخری مصرعہ میں اس حدیث کا مکمل مفہوم بیان کر دیا کہ رب کائنات انسان سے مکمل حساب مانگے گا اور کوئی کمی پیشی نہیں فرمائے گا۔ اس لئے انسان کو چاہیے کہ زندگی کی ہر سانس کو قیمتی جانے، مال کو سوچ سمجھ کر

خرچ کرے ، علم کے موافق عمل میں کوشاں رہے۔

نتائج بحث:

1. صوفیائے کرام نے پاک و ہند میں تبلیغ اسلام میں اہم کردار ادا کیا۔جن میں حضرت سلطان باہو کو نمایاں مقام حاصل ہے۔
2. حضرت سلطان باہو کی حدیث نبوی اور علوم حدیث پر گہری نظر تھی جو ان کی شاعری میں واضح نظر آتی ہے۔
3. تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں صوفیائے کرام کا انداز و منہج جداگانہ ہے۔
4. شاعری کسی بھی زبان کی ہو ابلاغ و تبلیغ میں کارگر ثابت ہوتی ہے۔اور عمدہ کلام کہنے میں کوئی قباحت نہیں۔
5. شاعری اسی صورت میں ممنوع و مکروہ ہوگی جب وہ راہ حق سے دُور کرنے کا سبب بنے و گرنہ ممدوح و پسندیدہ ہے۔
6. صوفیائے کرام کی تعلیمات اسلامی تعلیمات یعنی قرآن و سنت سے متصادم نہیں ہیں، بلکہ ان کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔
7. .صوفیائے کرام کی تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے، جنھوں نے علم و عرفان کی بنیاد رکھی تاکہ جاہل متصوفین کی دجل وفریب سے عوام کو آگاہ کیا جاسکے۔
8. وہ صوفیائے جنھوں نے حقیقی سنی تصوف کی بنیاد رکھی ان کی تعلیمات معاشرے میں اصلاح کا باعث بنتی ہیں۔
9. جس طرح علوم ظاہریہ سے مزین ہونا انسان کی سعادت کا سبب بنتا ہے اسی طرح تصوف و تزکیہ کی تعلیمات بھی تیر بہ ہدف ثابت ہوتی ہیں۔
10. دیگر صوفیائے کرام کی فکر اور خدمات کو اسی نہج پر علمی حلقوں میں متعارف کروایا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

---

[1] ہمدانی، سید احمد سعید، ابیات حضرت سلطان باہوؒ، ترجمہ و تشریح، حضرت سلطان باہو ٹرسٹ، زاویہ پبلشرز لاہور ، ص: ۴۵۷
Hamdānī, Syed Aḥmad Sa'īd, Abyāt Ḥaḍrat Sulṭān Bāh,, Tarjimat wa Tashrīḥ, Ḥaḍrat Bāh, Trust, (Zāwiyat Publishers, Lāhūre), p:457

[2] ہمدانی،ابیات سلطان باہو، ص : ۳۵۴
Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:354

[3] بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ریاض، دار السلام، کتاب الاطعمۃ، باب الخزیرۃ، حدیث نمبر: ۵۱۰۹
Bukhārī, Abū 'bd Allāh Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Dār al-Salām, Riyāḍ), Ḥadīth #5109

[4] بیہقی، امام ابوبکر احمد بن الحسین، الجامع لشعب الایمان ، ریاض، مکتبۃ الرشد (ط: ۲۰۰۳)، ۳۹۶/۱، اس حدیث کو شیخ البانی نے ضعیف کہا ہے۔
Bayhaqī, Imām Abū Bakar Aḥmad bin Al-Ḥusain, Al-Jām' le Sh'b al-Īmān, (Maktabat al-

Rushd, Riyāḍ), Vol:01, p:396

[5] قزوینی، ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (م۲۷۵ھ)، سنن ابن ماجہ، ریاض، بیت الافکار الدولیۃ، کتاب الادب، باب فضل الذکر، حدیث نمبر ۳۷۹۳

Qazwīnī, Abū 'bd Allāh Muḥammad bin Yazīd Ibn-e-Mājat, Sunan Ibn-e-Mājat, (Riyāḍ), Ḥadīth # 3793

[6] احمد، امام احمد بن حنبل، المسند، بیروت، لبنان، مؤسسۃ الرسالۃ، حدیث نمبر: ۱۷۷۳۴

Aḥmad, Imām Aḥmad bin Ḥanbal, Al-Musnad, (Mū,assiat al-Risālat, Beriūt), Ḥadīth # 17734

[7] مسلم، امام مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم، ریاض، دارالسلام، کتاب الحیض، باب ذکر اللہ تعالی فی حال الجنابۃ، حدیث نمبر: ۵۹۳

Muslim, Imām Muslim bin Ḥajjāj Nīshāpūrī, Ṣaḥīḥ Muslim, (Dār al-Salām, Riyāḍ), Ḥadīth # 593

[8] ہمدانی، ابیات سلطان باہو، ص: ۱۱۷

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:117

[9] ہمدانی، ابیات سلطان باہو، ص: ۱۱۹

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:119

[10] ہمدانی، ابیات سلطان باہو، ص: ۱۶۲

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:162

[11] النسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب، السنن، ریاض، دار السلام، کتاب الجہاد، باب من غزا یلتمس الاجر والذکر، حدیث نمبر: ۳۱۴۲

Al-Nisā,ī, Abū 'bd al-Raḥmān Aḥmad bin Sho'yb, Sunan Al-Nisā,ī, (Dār al-Salām, Riyāḍ), Ḥadīth # 3142

[12] مسلم، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ---حدیث نمبر: ۲۵۷۸

Muslim, Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth # 2578

[13] ابیات سلطان باہو، ص: ۲۱۱

[14] ترمذی، ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ریاض، دارالسلام، السنن، حدیث نمبر: ۲۳۴۴

Tirmdhī, Abū 'īsā Muḥammad bin 'ysā, Sunan al-Tirmidhī, (Dār al-Salām, Riyāḍ), Ḥadīth # 2344

[15] ابن رجب، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن شہاب الدین (م۷۹۵ھ)، جامع العلوم والحکم، بیروت، دار ابن کثیر، ص: ۹۱۴ حدیث نمبر: ۴۹

Ibn-e-Rajab, Abū Al-Faraj 'bd Al-Raḥmān, Jām' al-'ulūm wa al-Ḥikam, (Dār Ibn-e-Kathīr, Beriūt), p:914, Ḥadīth # 49

[16] البیہقی، الجامع لشعب الایمان، ج: ۲، ص: ۴۲۹

Al-Bayhaqī, Al-Jām' Lesho'b al-Iīmān, Vol:02, p:429

[17] ہمدانی، ابیات سلطان باہو، ص: ۴۱۱

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:411

[18] البیہقی، الجامع لشعب الایمان، ج: ۱۲، ص: ۴۴

Al-Bayhaqī, Al-Jām' Lesho'b al-Iīmān, Vol:12, p:44

[19] الشاطبیؒ، ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ الغرناطی، (م۷۹۰ھ)، الاعتصام، السعودیہ، (ط: ۱۴۱۲ھ)، ج: ۲، ص: ۲۲۴

Al-Shāṭbī, Abū Isḥāq Ibrāhīm bin Mūsā, Al-I'tiṣām, (Al-Sa'ūdiyat, 1412ah), Vol:02,p:224

[20] القرطبیؒ، ابو عبد اللہ محمد بن الوضاح، (م۲۸٦ھ)، البدع والنہی عنھا، قاہرہ، مکتبۃ ابن تیمیہ، ج:۲، ص:۹۵

Al-Qurṭabī, Abū 'bd Allāh Muḥammad bin al-Waḍāḥ, Al-Bida' wa al-Nahy 'nḥā, (Maktabat Ibn-e-Tymiyat, Cario), Vol:02,p:95

[21] السلمان، عبد العزیز، موارد الظمآن لدروس الزمان، (طن د)، ج:۲، ص:۲۱۳

Al-Salmān, 'bd al-'zīz, Mawārid al-Ẓmān Le dorūs al-Zamān, Vol:02,p:213

[22] الآجری، ابو بکر محمد بن الحسین، (م۳٦۰ھ)، الشریعۃ، ریاض، دار الوطن، ج:۱، ص:٦۴

Al-Āajrī, Abū Bakar Muḥammad bin Al-Ḥusain, (Dār al-Waṭan, Al-Sharī'at, Riyāḍ), Vol:01,p:64

[23] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی، سنن ابی داؤد، (م۲۷۵ھ) بیروت، مکتبۃ العصریہ، حدیث نمبر: ۴۸۴۳

Abū Dā,ūd, Sulīmān bin Ash'ath al-Sajastānī, Sunan Abī Dā,ūd, (Maktabat al-'ṣriyat, Beriūt), Ḥadīth # 4843

[24] ہمدانی، ابیات سلطان باہو، ص: ۴۱۱

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:411

[25] ہمدانی، ابیات سلطان باہو، ص: ۸۰

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:80

[26] احمد، امام احمد بن حنبل، مسند، حدیث نمبر: ۲۷۵۳۹

Aḥmad, Imām Aḥmad bin Ḥanbal, Musnad, Ḥadīth # 27539

[27] امام علی بن سلطان، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ج:۱، ص:۳۰۸

Imām 'lī bin Sulṭān, Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ, (Dār al-Kutub al-'lmiyat, Beriūt), Vol:01,p:308

[28] مرقاۃ المفاتیح، ج:۱، ص:۳۰۹

Imām 'lī bin Sulṭān, Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ,Vol:01,p:309

[29] ہمدانی، ابیات سلطان باہو، ص: ۲۸

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:28

[30] ہمدانی، ابیات سلطان باہو، ص: ٦۳

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:63

[31] ہمدانی، ابیات سلطان باہو، ص: ٦۵

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:65

[32] احمد بن حنبل، الزھد، حدیث نمبر: ۱۵۷، مراسیل آبی داؤد، باب ماجاء فی سب الدنیا، حدیث نمبر: ۴۷۳

Aḥmad bin Ḥanbal, Al-Zuhd, Ḥadīth # 157, Marāsīl Abī Dā,ūd, Ḥadīth # 437

[33] ترمذی، السنن، باب ماجاء فی ھوان الدنیا علی اللہ عزوجل، حدیث نمبر: ۲۳۲۰

Tirmidhī, Al-Sunan, Ḥadīth # 2320

[34] ہمدانی، ابیات سلطان باہو، ص: ۱۷۹

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:179

[35] ترمذی، السنن، باب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر ۲۹۳۵/ مستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر: ۵۴٦٦

*Tirmidhī, Al-Sunan, Ḥadīth # 2935 / Ḥākim, Mustadrik 'lā al-*Ṣaḥīḥain,Ḥadīth #5466*

36 ملا علی القاری، مرقاۃالمفاتیح،ج: ۸،ص:۳۱۸۰ / تفسیر قرطبی،ج: ۱۳،ص:۱۱۷

Mullā 'lī al-Qārī, Mirqāt al-Mafātīḥ, Vol:08,p:3180 / Tafsīr Qurṭabī, Vol:13,p:117

37 صحیح مسلم،کتاب القدر، باب تصریف اللہ تعالیٰ القلوب کیف شاء، حدیث نمبر:۴۹۲۷

Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth # 4927

38 ہمدانی،ابیات سلطان باہو، ص: ۲۹۴

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:294

39 ہمدانی،ابیات سلطان باہو، ص: ۲۵

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:25

40 بخاری، صحیح البخاری،کتاب النکاح، باب ما یتقی من شؤم المراۃ،حدیث:۵۰۹۶

Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth # 5096

41 مسلم، صحیح مسلم،کتاب الرقاق، باب اکثر اہل الجنتہ الرجال---حدیث نمبر:۵۰۵۲

Muslim, Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth # 5052

42 عینی،ابو محمد بدر الدین محمود بن احمد (م۸۵۵ھ)، عمدۃالقاری شرح صحیح البخاری، بیروت دار احیاء التراث العربی، ج: ۲۰،ص:۸۹

'ynī, Abū Muḥammad Badr al-Dīn Maḥmūd bin Aḥmad, 'mdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, (Dār Iḥyā, al-turāth al-Arabī), Vol:20, p:89

43 صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۷۴۲

Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth # 2742

44 ابن حجر،ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی (م)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، بیروت، دار المعرفۃ، ج:۹،ص:۱۳۸

Ibn-e-Ḥajar Al-'sqalānī, Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, (Dār al-Ma'rifat, Beriūt), Vol:09,p:138

45 ہمدانی،ابیات سلطان باہو، ص:۴۲۶

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:426

46 ہمدانی،ابیات سلطان باہو، ص:۳۷۸

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:378

47 صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۴۶۳

Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth # 6463

48 مرقاۃالمفاتیح، ج:۵،ص: ۲۷۹

Mirqāt al-Mafātīḥ, Vol:05,p:279

49 ہمدانی،ابیات سلطان باہو، ص:۴۴۹

Hamdānī, Abyāt Sulṭān Bāhū, p:449

50 ترمذی، سنن الترمذی،کتاب صفۃالقیامۃ والرقائق والورع، باب ما جاء فی شأن الحساب والقصاص حدیث نمبر: ۲۴۱۷

Tirmidhī, Sunan Tirmidī, Ḥadīth # 2417